بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ✦ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

ربوہ

فون ۴۴۹

جلد ۳۸/۷۳ | پیر ۱۱ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ ؛ ۹ وفا ۱۳۶۳ ہش ؛ ۹ جولائی ۱۹۸۴ء | نمبر ۱۵۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

۔ ۸ ربوہ وفا/جولائی۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے"

احباب کرام خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے آمین

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

میری جماعت کے تمام افراد کسی ظلم اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لائیں

نیک دل، پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو، ہر شر مقابلہ کے لائق نہیں

واقعی غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ، پنج وقتہ نماز کے پابند رہو.....!

"میری تمام جماعت (کے افراد)..... اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بخشی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی اُن کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقتہ نماز باجماعت کے پابند ہوں وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں۔ اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر اُن کے وجود میں نہ رہے..... تمام انسانوں کی ہمدردی اُن کا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں۔ اور پنجوقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدّی اور غبن اور رشوت اور اتلافِ حقوق اور بے جا طرفداری سے باز رہیں اور کسی بدصحبت میں نہ بیٹھیں اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو اُن کے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے..... یا حقوق العباد کی کچھ پروا نہیں رکھتا یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت یا ارادت ہے اس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بدزبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکا دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے اور چاہیئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو اور چاہیئے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گزر نہ ہو اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے۔

یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو میں ابتداء سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام وصیتوں پر کاربند ہوں اور چاہیئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو اور یاد رکھو ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذباتِ نفس کو دبائے رکھو اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی (باقی صفحہ ۸ پر)

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی صحت کے لئے خصوصی دعا کی تحریک:

امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب دل کی تکلیف کی وجہ سے ہفتہ بھر سے علیل ہیں طبیعت مائل بہ صحت ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی جلد اور کامل شفایابی کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں صحت دے اور طویل عمر سے نوازے۔ آمین!

● حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی مطلع فرماتی ہیں:۔

"عزیزم مسعود احمد خان کراچی میں دل کی تکلیف سے شدید بیمار ہیں۔ کل شام پانچ بجے سے سانس کی بہت زیادہ تکلیف ہے احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

اسی طرح بیگم صاحبہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ لاہور ہسپتال میں بیمار ہیں۔ طبیعت دن بدن کمزور ہو رہی ہے ان کی صحت کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے

● خاکسار کے بہنوئی محترم مرزا صفدر جنگ ہمایوں صاحب ایس ڈی او ریٹائرڈ تقریباً دو ماہ سے مختلف عوارض کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔ آج کل بیماری نے شدت اختیار کر لی ہے اور حالت تشویشناک ہے احباب جماعت سے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں سے انہیں کامل شفاء عطا فرمائے۔

(مرزا ممتاز احمد کارکن وکالت علیا تحریک جدید)

● مکرم نصیر احمد شریف صاحب ابن محترم چوہدری محمد شریف صاحب فاضل کی شادی (باقی صفحہ پر)

پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبد الحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ، قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۱۰ر شوال ۱۴۰۴ھجری

۹ر وفا ۱۳۶۳ہش

انعاماتِ خاصہ کے مورد بننے والے بندگانِ خدا

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے فضلوں اور انعاموں سے نوازنے کے قرآن مجید میں دو طریق بیان فرمائے ہیں۔

ایک طریق تو یہ ہے کہ جو لوگ اُس کی رضا حاصل کرنے اور اسے پانے اور اُس کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرنے میں کوشاں ہوتے ہیں اور اس خاطر مجاہدات کی مشقت اٹھاتے اور اس کے حضور میں روتے اور گڑگڑاتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے ان مجاہدات کو قبول فرما کر انہیں اپنے فضلوں اور انعاموں کا مورد بناتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ انزالِ رحمت کے اِس طریق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

(۱) وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (العنکبوت ۷۰)

ترجمہ:۔ اور وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم ان کو ضرور اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے اور اللہ یقیناً سنوار سنوار کر نیکیاں بجالانے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

(۲) يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝ (الانشقاق آیت ۷)

ترجمہ:۔ اے انسان تو اپنے رب کی طرف پورا زور لگا کر (یعنی مجاہدات کے ذریعہ پوری مشقت اٹھا کر) جانے والا ہے اور پھر اس سے ملنے والا ہے۔

افضال و انعامات کے نزول کا دوسرا طریق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے جن منتخب بندوں کو اپنے غیر معمولی فضلوں اور انعاموں سے نوازنا چاہتا ہے وہ انہیں محض ان کی اپنی کوششوں پر ہی نہیں رہنے دیتا بلکہ وہ انہیں از خود بعض ابتلاؤں میں سے گزارتا ہے اور جب وہ ان ابتلاؤں کے دوران صبر و استقامت کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھا کر اپنے اخلاص و وفا کا عملی ثبوت بہم پہنچا دیتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان کے اس نمونہ سے خوش ہو کر ان پر اپنے ایسے غیر معمولی فضلوں اور انعاموں کی بارش برساتا ہے جن کا محض اپنی کوششوں اور مجاہدوں کے ذریعہ مستحق بننا ان کے لئے ممکن نہ ہوتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ایسے منتخب بندوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝ (البقرہ آیات ۱۵۶ تا ۱۵۸)

ترجمہ:۔ اور ہم تمہیں کسی قدر خوف اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور ثمرات کی کمی کے ذریعہ سے ضرور آزمائیں گے اور (اے رسول!) تو (ایسے ابتلاؤں میں) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان پر جب بھی کوئی مصیبت آئے (تو گھبراتے نہیں بلکہ یہ) کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ کے ہی ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کی رب کی طرف سے برکتیں نازل ہوتی ہیں اور رحمت بھی۔ اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں کا مورد بننے کے دو طریق ہیں۔ ایک بندوں کا مجاہدہ اور کوشش کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں کو جذب کرنے کا طریق۔ دوسرے خدا تعالیٰ کا خود رجوع برحمت ہو کر ابتلاؤں کے ذریعہ اپنے بندوں کو فضلوں اور انعاموں سے نوازنے کا طریق۔ ایسے ابتلاء اللہ تعالیٰ کے بندوں پر برنگِ انعام آتے ہیں۔

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اُس کے انعاموں اور فضلوں کے نزول کے ان ہر دو طریق کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"(ترجمہ از عربی) اور اُس کی (خدا تعالیٰ کی) نعمتیں نہیں دی جاتیں مگر اُس کو جو نعمتوں کو چھوڑ کر مصیبتوں کو اختیار کرے اور آسائش پر درد کو ترجیح دے اور رب العالمین کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کے مصائب پر صبر کرے۔ پس وہ لوگ جو اس سعادت تک پہنچ جاتے ہیں اور اس شرف اور سرداری کو حاصل کر لیتے ہیں وہ نہایت درجہ احسان کرنے والے رب کے نزدیک دو قسم کے ہوتے ہیں۔

ان میں سے ایک تو وہ ہیں جو اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں اور اللہ کے راستہ میں اپنی محبوب سے محبوب اور پیاری سے پیاری چیز کو دے ڈالتے ہیں اور اپنے نفوس کو اللہ کی رضاجوئی میں خرچ کر دیتے ہیں اور اُن کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں گو ان پر تنگی بھی ہو۔ اور راتیں اپنے رب کے لئے سجدوں میں اور قیام میں روتے ہوئے گزارتے ہیں اور اپنے نفسوں کی لذت حاصل کرنے میں زیادتی نہیں کرتے بلکہ اپنے اموال کو اللہ کی رضاجوئی میں خرچ کرتے ہیں اور فقراء اور مساکین کی طرح رہتے ہیں۔

اور ایک دوسری قسم کے لوگ ہوتے ہیں جن کی نجات کا اللہ تعالیٰ متولی ہو جاتا ہے اور ان کے لئے ایسے کام کرتا ہے کہ ممکن نہیں ہوتا کہ وہ خود اپنے نفسوں کی نجات کے لئے وہ کام کریں۔ پس وہ ان پر مصائب اور شدائد اور قسم قسم کی تکالیف ڈالتا ہے اور ان کو اموال اور انفس اور ثمرات کی کمی سے آزماتا ہے۔ پھر اسی وجہ سے ان پر رحم کرتا ہے اور اپنی خاص رحمتیں اور قسم قسم کی برکات ان پر نازل کرتا ہے۔ جیسا کہ وہ نیک لوگوں پر نازل کرتا ہے اور ان کو محبوب قوم کے ساتھ شامل کر دیتا ہے۔ اور ان آفات کو ان کی طرف سے عبادت اور ان کے نفسوں کا مجاہدہ خیال کر لیتا ہے کیونکہ انہوں نے اس پر استقامت اختیار کی۔" (انجام آتھم صفحہ ۱۲۴، ۱۲۵)

افضال خداوندی کے نزول اور انعاماتِ الٰہیہ کے حصول کے یہ دونوں طریق خدائی جماعتوں کے ایثار پیشہ افراد کے وجودوں میں آ جمع ہوتے ہیں۔ وہ اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کر رہے ہوتے ہیں، وہ راتیں اپنے رب کے لئے سجدوں میں اور قیام میں گزار رہے ہوتے ہیں اور اپنے اموال کو اللہ کی رضاجوئی میں خرچ کر کے فقراء اور مساکین کی طرح زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے اس مجاہدہ کو شرفِ قبول سے نواز کر انہیں اپنے فضلوں اور انعاموں سے نواز رہا ہوتا ہے۔ مزید برآں غیر معمولی فضلوں اور انعاموں سے نوازنے کے لئے خدا تعالیٰ وقفہ وقفہ سے انہیں نت نئے ابتلاؤں میں سے بھی گزارتا چلا جاتا ہے اور ان ابتلاؤں میں ان کے صبر و ثبات سے خوش ہو کر انہیں اپنی معجزانہ تائید و نصرت سے نوازتا اور نہایت عظیم الشان انعاموں کا مورد بناتا چلا جاتا ہے۔ افضال خداوندی اور انعاماتِ الٰہیہ کے اس دوطرفہ نزول کے نتیجہ میں ہی وہ انتہائی شدید مخالفت اور تعذیب کے باوجود برق رفتاری سے ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ دنیا انہیں مٹانے کے درپے ہوتی ہے لیکن وہ مسلسل بڑھ رہے ہوتے ہیں اور زبانِ حال سے کہہ رہے ہوتے ہیں ؎

ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اک بلندی کی طرف
وہ بلاتے ہیں کہ ہو جائیں نہاں ہم زیرِ غار

غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے
وہ ہمارا ہو گیا اس کے ہوئے ہم جاں نثار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت فضلِ عمر نور اللہ مرقدہٗ کی معرکۃ الآراء تصنیف کا خلاصہ حضور ہی کے الفاظ میں

عرفانِ الٰہی

(قسط آخر)

(از سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نور اللہ مرقدہٗ)

نوٹ:۔ ذیل میں قدرت ثانیہ کے مظہر ثانی سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نور اللہ مرقدہٗ کی معرکۃ الآراء تصنیف "عرفانِ الٰہی" کے بعض اقتباسات ہدیۂ قارئین ہیں۔ یہ اقتباسات اس انداز سے منتخب کیے گئے ہیں کہ اس گراں قدر کتاب کا خلاصہ سامنے آجائے۔ تمام حوالے عرفانِ الٰہی کے ہی ہیں۔ مرتب کا کوئی لفظ شامل نہیں۔

(مرتب:۔ مکرم مرزا خلیل احمد صاحب قمر۔ وقفِ جدید۔ ربوہ)

چوتھی بات

یہ ہے کہ اعمال پر دوام اختیار کرو چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ (الحجرات ۱۰۰)

کہ اللہ کی عبادت اس وقت تک کرتے رہو جب تک کہ موت آجائے اور تم اس دنیا سے جدا کیے جاؤ۔

وہ لوگ جھوٹے اور کذاب ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں خدا مل گیا ہے اس لئے کب تک کشتی میں بیٹھے اس کی تلاش کرتے رہیں اور نماز روزہ حج۔ زکوٰۃ ایک کشتی ہے۔ جو خدا تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ پس جب خدا تک انسان پہنچ جائے۔ تو پھر بھی اس کشتی میں بیٹھا رہنا نادانی ہے۔

یہ بعض جھوٹے اور فریبی صوفیوں کی باتیں ہیں کہ اعمال کشتی ہیں جو خدا تک پہنچاتے ہیں۔ اب کیا کبھی خدا تک پہنچیں گے یا نہیں جب پہنچ جائیں تو پھر ان کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ وجہ یہ کہ جس ہستی کے پاس ہمیں پہنچنا ہے وہ محدود نہیں اور ہم ایک ایسے دریا کے اندر چل رہے ہیں جو کبھی ختم ہونے والا نہیں پس ہماری مثال اس شخص کی سی ہے جو دریا میں جا رہا ہو۔ اور جس کی غرض یہ ہو۔ کہ وہ اس دریا کے دہانے تک پہنچے۔ نہ اس شخص کی ہے جو ایک کنارۂ دریا سے دوسرے کنارہ تک جا رہا ہو۔ پس چونکہ خدا محدود نہیں اس لئے اس تک پہنچنے کے لیے ہمارے اعمال بھی محدود نہیں ہونے چاہئیں.....

پانچویں بات

یہ ہے کہ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں انسان بغیر استاد کے سمجھ نہیں سکتا اور ضروری ہوتا ہے کہ ان کے سمجھانے والا اسے کوئی استاد ملے خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔

(التوبہ ۱۱۹)

کہ اے مومنو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ یعنی ان کی مجلسوں میں بیٹھو۔ تاکہ پختہ ہو جاؤ۔

پس یہ بہت ضروری بات ہے کہ استادِ کامل سے انسان فائدہ اٹھائے مجددوں۔ ولیوں اور کامل مومنوں کے سلسلے ہر زمانہ میں چلتے ہیں اس لیے ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ کیوں کہ جس طرح کوئی طالب علم خود بخود کتابیں نہیں پڑھ سکتا بلکہ اسے استاد کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح روحانی مدارج بھی خود بخود حاصل نہیں ہو سکتے۔ ان کے لیے بھی استاد کی ضرورت ہے۔

(صفحہ نمبر ۴۸، ۵۰)

چھٹی بات

جس سے انسان بہت بڑا فائدہ حاصل کر سکتا ہے وہ محاسبہ ہے اس سے اگر انسان فائدہ اٹھائے تو بہت جلد اسے تزکیہ نفس حاصل ہو جاتا ہے..... محاسبہ کیا چیز ہے اس میں کیا دقتیں پیش آتی ہیں اور وہ کس طرح دور ہو سکتی ہیں اور وہ کس طرح کرنا چاہیئے۔ پہلے قرآن کریم سے یہ بتاتا ہوں کہ محاسبہ ہونا چاہیئے۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (المجادلہ ۷)

یعنی اس دن کو یاد کرو کہ جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو مبعوث کرے گا اور ان کے اعمال کی انہیں خبر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو گن رکھا ہے لیکن یہ لوگ جن کا فرض تھا کہ ان کو یاد رکھتے یہ ان کو بھول گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ تو ہر ایک بات پر نگران ہے۔

گویا یاد رکھنے کی ضرورت تو انہیں تھی جنہیں حساب دینا تھا۔ مگر وہ بھولتے رہے اور اللہ گنتا رہا۔ اور یہ نہایت عجیب بات ہے اور خلافِ دانش ہے۔ پس اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ محاسبہ ضروری ہے.....اب یاد رکھنا چاہیئے کہ محاسبہ دو قسم کے ہوتے ہیں اور ان دونوں میں فرق ہے جس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت لوگ محاسبہ کو ہی نہیں سمجھ سکے.....

قسم اوّل تو وہ ہے جو ہر عمل کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور تمام اعمال کے متعلق ہے۔

پہلی قسم اعمال کو درست کرتی ہے اور دوسری قسم انہیں صیقل کرتی ہے.....

.....اب میں ان دونوں قسموں کی تفصیل بیان کرتا ہوں۔

پہلی قسم جو اجزا کے متعلق ہے اس کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) محاسبہ ابتدائیہ۔ (۲) محاسبہ وسطی (۳) محاسبہ اخرٰی.....

.....پہلا محاسبہ یہ ہے کہ ارادہ آنے پر سوال کرے کہ میں یہ کام کس غرض سے اور کس کے لیے کرتا ہوں۔ یہ محاسبہ ابتدائیہ ہوگا۔

دوسرا محاسبہ یہ ہے کہ جب کام شروع کرے اسی وقت سوال کرے کہ میں اس کام کو کس طرح کرتا ہوں۔ یہ محاسبہ وسطی ہوگا۔

تیسرا محاسبہ یہ ہے۔ کہ جب کر چکے تو نفس سے پوچھے کہ تجھ پر اس کا کیا اثر ہوا ہے یہ محاسبہ آخری ہوگا۔

اگر انسان ان سوالات پر عمل شروع کر دے تو کچھ عرصہ کے بعد اسے ایسی عادت ہو جائے گی کہ خود بخود نفس سے ہر عمل پر سوال پیدا ہوتے جائیں گے۔ یہ محاسبہ اجزائے اعمال کے متعلق ہے۔

دوسری قسم محاسبہ کی کلی محاسبہ ہے۔ یہ اکٹھا ایک دفعہ سب اعمال پر کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ انسان کو اپنے اعمال بھول جاتے ہیں اور چونکہ یہ محاسبہ اس قدر وسیع ہے کہ تمام اعمال پر حاوی ہے۔ اس لیے کئی اعمال چھوٹ جائیں گے۔ خدا تعالیٰ بھی بتاتا ہے کہ انسان کی نظر کس قدر کمزور ہے۔ فرماتا ہے۔

لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ

(ق: آیت ۲۳)

یعنی دنیا میں تجھے یہ باتیں بھولی ہوئی تھیں اب تجھے خوب یاد آگئی ہیں۔ اس لئے کوئی ایسی ترکیب ہونی چاہیئے کہ انسان تمام اعمال کا آسانی سے محاسبہ کر سکے اور کوئی عمل اس سے چھوٹ نہ جائے اس کیلئے اوّل ترکیب طبعی تو یہ ہے کہ اعمال کو تقسیم کر دیں مثلاً نیکیوں کی تقسیم اس طرح ہو سکتی ہے کہ اوّل وہ جو خدا کے متعلق ہیں۔

دوم وہ جو اپنے نفس کے متعلق ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوم وہ جو دوسری مخلوق کے متعلق ہیں اسی طرح بدیوں کے متعلق تقسیم ہو سکتی ہے اس تقسیم کو مدنظر رکھ کر جب محاسبہ کیا جائے گا تو بہت سی باتیں یاد آجائیں گی۔

اعمال کی اور کئی طرح بھی تقسیم کی جا سکتی ہے مثلاً اعمال حسنہ چار قسم کے ہوتے ہیں۔ اوّل وہ اعمال جن سے انسان کو خود بھی فائدہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ .....

دوئم وہ اعمال ہوتے ہیں جن سے انسان کو خود تو نفع نہیں ہوتا۔ مگر دوسروں کو ہوتا ہے۔

سوم وہ اعمال ہیں۔ جن کے نہ کرنے سے اپنے آپ کو تو نہ نفع ہوتا ہے اور نہ نقصان۔ لیکن دوسرے کا نقصان ہوتا ہے۔

چہارم وہ اعمال ہوتے ہیں کہ ان سے اپنا تو کوئی نقصان ہوتا ہے لیکن دوسرے کو فائدہ ہوتا ہے ان اعمال کو اگر انسان الگ الگ کر کے دیکھے تو اسے محاسبہ میں بہت آسانی ہو سکتی ہے اسی طرح انہی کے متعلق کیا جا سکتا ہے۔ .....

اعمال کے محاسبہ کرنے کا آسان طریق:-

آسان طریق بتاتا ہوں اور وہ یہ کہ بجائے اس کے کہ انسان سال کے بعد اپنے اعمال کا محاسبہ کرے یا چھ ماہ یا چار ماہ یا ایک ماہ بعد۔ اس طرح کرے کہ قرآن کریم کے اوامر اور نواہی پر نشان لگا لے۔ اور پھر عہد کرے کہ روزانہ ایک دو تین یا جتنے رکوع پڑھ سکے پڑھا کرے۔ اور پڑھتے وقت اس بات کی احتیاط رکھے کہ طوطے کی طرح نہ پڑھے بلکہ اوامر اور نواہی پر غور کرے اور روزانہ پڑھتے وقت جس حکم کا ذکر آوے اس پر سوچے کہ میں یہ کام کرتا ہوں اور جس نہی کا ذکر آوے اس پر غور کرے کہ میں کیا اس سے باز رہتا ہوں اس طرح بآسانی محاسبہ ہو جائے گا۔ (صفحہ ۵۱ تا ۵۶)

ساتویں بات

جو تزکیہ نفس کے لئے ضروری ہے یہ ہے کہ انسان نے جو اوامر اور نواہی معلوم کئے ہوں ان پر غور کرنے کی عادت ڈالے پہلے میں نے بتایا تھا کہ خیالات بد کو دل سے نکالنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کے دل میں جمنے سے نقصان ہوتا ہے لیکن اب میں کہتا ہوں۔ اوامر اور نواہی کو دل میں جمانا چاہیئے۔ کیونکہ ان کے جمانے سے فائدہ ہے مثلاً نماز کی برکات اور فوائد پر غور کیا جائے .... کیونکہ حقیقت کے انکشاف سے بھی انسان کے دل میں کسی چیز کی محبت یا اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اسی کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے۔

لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا (اعراف ۱۸۰)

فرمایا بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے دل تو ہوتے ہیں مگر ان دلوں سے کام نہیں لیتے، اور آنکھیں تو ہوتی ہیں مگر ان آنکھوں سے کام نہیں لیتے اور کان تو ہوتے ہیں مگر ان کانوں سے کام نہیں لیتے مطلب یہ ہے کہ جب تک دل کے کانوں، اور دل کی آنکھوں سے نہ کام لیا جائے اس وقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی۔ .....

آٹھویں بات

یہ ہے کہ انسان میں مادہ قبولیت ہو یہ نہ ہو کہ کوئی بات سنے اور پھر اس پر عمل کرنے کی کوشش نہ کرے بلکہ جب کوئی بات بتائی جائے تو اس کی طرف توجہ کرے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے اس نکتہ کی طرف بھی اس مذکورۃ الصدر آیت میں اشارہ فرمایا ہے جو لوگ سن کے ان سنا کر دیتے ہیں اور دیکھ کر ان دیکھا کر دیتے ہیں۔ ان کے لئے ترقی کرنی ناممکن ہے۔

نویں بات

یہ ہے کہ اگر کسی غلطی پر تنبیہ ہو تو اسے برداشت کیا جائے۔ بہت لوگ اس لئے اپنی اصلاح نہیں کرتے کہ جب انہیں ان کی کوئی غلطی بتائی جائے تو اس پر چڑ جاتے ہیں اور اس کی اصلاح نہیں کرتے۔ لیکن ایسا نہیں چاہیئے ..... خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ (البقرۃ ۲۰۷)

کہ کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کو اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو تو ان کو نصیحت کے سننے سے عزت آجاتی ہے اور اپنی ہتک عزت کے خیال سے دیوانہ ہو کر بجائے نصیحت سے فائدہ اٹھانے کے ناصح کا مقابلہ کرنے لگ جاتے ہیں ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔

..... غرض جہاں یہ ضروری ہے کہ غلطی کرنے والوں کو برداشت کی طاقت پیدا کرنی چاہیئے اور سمجھانے والے کی بات کو ٹھنڈے دل سے سننا چاہیئے۔ وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ سمجھانے والا بھی بہت احتیاط سے کام لے یہ نہ ہو کہ جس کو چاہے لوگوں میں ذلیل کرنا شروع کر دے۔

دسویں بات

یہ ہے کہ نا امید نہ ہو اور اللہ پر توکل ہو۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو محنت کرتے کرتے ایسے موقع پر نا امید ہو کر ہٹ جاتے ہیں جبکہ انہیں محنت کا ثمرہ ملنے والا ہوتا ہے ..... مومن کو کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے ہمت سے قدم آگے ہی بڑھاتا چلا جاوے اور اپنی ناکامی پر کام نہ چھوڑ۔ بیٹھے۔ ہاں یہ بے شک غور کرے کہ میری ناکامی کے سبب کیا ہیں اور اگر کوئی سبب معلوم ہو تو اس کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے نا امید کبھی نہ ہو .....

غرض یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ اپنے نفس پر کبھی بدگمانی نہیں کرنی چاہیئے اور جیسا کہ دوسرے پر بدگمانی کرنا بُرا ہے ایسا ہی اپنے نفس کے متعلق بدگمانی کرنا بھی اچھا نہیں بلکہ گناہ ہے تو اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے دل میں یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہم شیطان کو اپنے اوپر غالب نہیں ہونے دیں گے۔ نا امید نہ ہوتے اور اپنے نفس پر بدگمانی نہ کرنے اور عجب اور تکبر میں یہ فرق ہے۔ کہ اول الذکر ہمیشہ آئندہ واقعات کے متعلق ہوتا ہے۔ اور آخر الذکر عموماً پہلے کاموں پر ہوتا ہے خود پسند اور متکبر انسان بہت جلد کام کے وقت گھبرا جاتا ہے لیکن جب کام ہو جاوے تو فخر کرتا ہے۔ خدا پر توکل کرنے والا اور اپنے نفس پر بدظنی نہ کرنے والا انسان جب تک کوئی کام ہوتا نہیں اپنی امید کو باندھے رکھتا ہے اور جب وہ ہو جاتا ہے تو پھر اس کا ذکر بھی نہیں کرتا۔

گیارہویں بات

یہ ہے کہ بعض لوگ بعض گناہوں کو بہت بڑا قرار دے لیتے ہیں اور بعض کو چھوٹا قرار دے لیتے ہیں اور ان سے بچنے کی زیادہ احتیاط نہیں کرتے حالانکہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی گناہ بڑا چھوٹا نہیں ہوتا۔ قرآن کے رو سے چھوٹا وہی گناہ ہے جس کا خیال آئے مگر انسان کرے نہیں اور جو کرے وہ بڑا ہے ان کے متعلق لوگوں نے صغیرہ کبیرہ کی اصطلاحیں خود بخود گھڑ لی ہیں۔

قرآن کریم میں ان معنوں میں ان کا ذکر کہیں نہیں ہے اس لئے کسی گناہ کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہیئے کیونکہ چھوٹا سمجھ کر انسان اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ (صفحہ نمبر ۵۹ تا ۶۵)

عرفان الٰہی کی علامتیں

اب میں مختصر طور پر عرفان الٰہی کی دو تین علامتیں بتاتا ہوں .....

عرفان الٰہی کی علامتیں دو قسم کی ہیں۔ ایک بیرونی دوسری اندرونی۔

بیرونی تو یہ کہ حدیث میں آیا ہے نوافل کے ذریعہ انسان اتنا مقرب بن جاتا ہے کہ خدا اس کے ہاتھ اس کے پاؤں اس کی زبان ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفان الٰہی اس کو حاصل نہیں ہوتا۔ جو صرف فرائض ادا کرتا ہے۔ بلکہ نوافل بھی ادا کرنے ضروری ہیں۔ اس کے بعد اسے ایسا عرفان حاصل ہوتا ہے کہ خدا اس کے ہاتھ پاؤں۔ ناک کان۔ زبان بن جاتا ہے .....

اس حالت تک پہنچنے کے لئے کچھ اندرونی تغیرات انسان میں ہوتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

اوّل یہ کہ اسے نیکی اور بدی کا علم ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ ایک بات بظاہر بُری نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن جب وہ اسے کرنے لگتا ہے تو اسے پتہ لگ جاتا ہے کہ بُری ہے اس لئے چھوڑ دیتا ہے اور بعض اوقات وہ ایک کام کو بُرا سمجھ کر چھوڑنے لگتا ہے لیکن اسے علم دے

(باقی صفحہ ۶ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جنگِ احزاب

تاریخ اسلام کا ایک نازک لمحہ

مکرم محمد ثناء اللہ صاحب ایم اے۔ کیلے ضلع شیخوپورہ:

"غزوۂ احزاب" کا شمار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کے اہم ترین واقعات میں ہوتا ہے جبکہ قبائلِ عرب متحد ہو کر مدینہ کی اسلامی ریاست کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے ٹڈی دل کی طرح چڑھ دوڑے۔ لیکن اس نازک اور خطرناک دور میں جہاں مومنوں نے انتہائی صبر و استقامت اور جرأتِ ایمانی کا مظاہرہ کیا وہاں منافقین کا کردار بھی کھل کر سامنے آتا ہے۔ لہٰذا اس مضمون میں مومنوں کی نازک حالت میں جرأتِ ایمانی اور منافقین کے کردار پر روشنی ڈالی جائیگی۔

محاذ کی وسعت، تعداد کی قلت، محاصرہ کی طوالت، بے سروسامانی کی انتہا، فاقہ کشی کا عالم اور اس کے ساتھ شب بیداریاں۔ پھر اس درجہ کی جان ماری کہ نمازیں قضا ہو گئیں۔ پھر بنو قریظہ کی بدعہدی اور غداری کی بارودی سرنگ اور منافقین کا عذرات گھڑ گھڑ کر کنارہ کش ہوتے جانا۔ یہ کچھ معمولی درجہ کا امتحان نہ تھا۔ آج ہم ان تین ہزار بلاکش مجاہدین کے جذبات کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ کمزور طبع مومنوں میں سخت پریشانی اور سراسیمگی پیدا ہو گئی اور منافق طبع لوگ تو برملا کہنے لگے:۔

"مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝"

(الاحزاب: ۱۳)

یعنی معلوم ہوتا ہے کہ خدا اور اس کے رسولؐ کے وعدے مومنوں کی فتح اور کامرانی کے متعلق یونہی جھوٹے ہی تھے۔

بعض منافقین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت لینا شروع کر دی۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر یوں ہے:۔

"وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝"

(الاحزاب: ۱۴)

یعنی ایک گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہہ کر اجازت لیتا ہے کہ ہمارے مکان خطرہ میں ہیں حالانکہ وہ خطرہ میں نہیں ہیں وہ تو صرف میدانِ کارزار سے بھاگنے کی راہ ڈھونڈ رہے ہیں۔

اسی موقع پر منافقین نے مومنوں پر طرح طرح کی پھبتیاں کسیں اور ان کا بانداز تحقیر مذاق اڑایا مگر یہی وقت مخلص اور جانثار مومنوں کے ایمان کے اظہار کا تھا چنانچہ قرآن مجید انہی مخلصین کا ذکر یوں فرماتا ہے:۔

"وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ۝"

(الاحزاب: ۲۳)

یعنی جب مومنوں نے کفار کے اس لاؤ لشکر کو دیکھا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو سب کچھ خدا اور اس کے رسولؐ کے وعدوں کے مطابق ہے اور خدا اور رسولؐ یقیناً سچے ہیں پس اس حملہ سے بھی ان کے ایمان و تسلیم میں ترقی ہی ہوئی۔

لیکن موقع کی نزاکت اور حالات کے خطرناک پہلو کا سب کو یکساں احساس تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ اس حالت کا یوں ذکر فرماتا ہے:۔

"اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝"

(الاحزاب: ۱۲)

یعنی۔ یاد کرو جب کفار کا لشکر تمہارے اوپر اور تمہارے نیچے کی طرف سے ہجوم کر کے تم پر آ گیا جبکہ گھبراہٹ میں تمہاری آنکھیں پتھرانے لگیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے اور تم اللہ کے متعلق مختلف خیالات میں پڑ گئے وہ وقت واقعی مومنوں کے لئے ایک سخت امتحان کا وقت تھا اور مسلمانوں پر ایک نہایت شدید زلزلہ وارد ہوا تھا۔

ایسے خطرناک وقت میں مومنوں کی قلیل جمعیت جن میں بعض کمزور طبیعت لوگ اور منافق بھی شامل تھے کیا مقابلہ کر سکتی تھی؟ ان کے پاس تو اتنے آدمی بھی نہ تھے کہ کمزور مواقع پر خاطر خواہ پہرے کا انتظام کر سکیں۔ چنانچہ دن رات کی سخت ڈیوٹی نے مومنوں کو چور کر رکھا تھا۔ دوسری طرف بنو قریظہ کی طرف سے بغلی چھری کا خطرہ ہر وقت ذہنوں پر محیط اور اعصاب پر مسلط رہتا تھا اور شہر میں گلی کوچوں کا پہرہ زیادہ مضبوطی کا تقاضا کرتا تھا تاکہ مستورات اور بچے محفوظ رہ سکیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

"ولقد ارانی علیٰ سلع فانظر الی بیوت المدینة فاذا رأیتهم هادئین حمدت الله۔"

(سیرت سید البشر)

یعنی میں بار بار سلع پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتا تھا۔ مدینہ کے لوگوں کے گھروں کی طرف دیکھتا تھا اگر ان کو پرسکون پاتا تو خدا کا شکر کرتا تھا۔

مدینہ کی حفاظت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، سلمہ بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو سو آدمیوں کے ہمراہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ بھیجتے رہتے تھے جو بلند آواز سے تکبیر کہتے پھرتے تھے (ابن سعد)

کفار کے سپاہی ہر رنگ میں مومنوں کو تنگ کرنے کی کوشش کرتے تھے کبھی وہ کسی کمزور جگہ پر یورش کر کے جمع ہو جاتے تھے اور مومن اس کی حفاظت کے لئے وہاں جمع ہونے لگتے جس پر وہ فوراً رُخ پلٹ کر کسی دوسری جگہ پر زور ڈال دیتے اور مومن بیچارے دوڑتے ہوئے وہاں پہنچتے۔ کبھی وہ ایک ہی وقت میں دو دو۔ تین تین جگہوں پر دھاوا کر کے پہنچتے جس کے نتیجہ میں مومنوں کی جمعیت منتشر ہو کر ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتی اور بعض اوقات حالات بہت نازک صورت اختیار کر جاتے اور قریب ہوتا کہ کسی نازک اور کمزور موقع سے فائدہ اٹھا کر لشکرِ کفار حدودِ شہر کے اندر داخل ہو جاوے۔ ان دھاووں کا مقابلہ مسلمانوں کی طرف سے عموماً تیروں کے ذریعہ کیا جاتا تھا۔ مگر بعض اوقات کفار کے سپاہی یہ طریق اختیار کرتے کہ ایک دستہ تو مومنوں پر تیروں کی باڑھ مار مار کر انہیں پیچھے رکھتا اور دوسرا دستہ یورش کر کے خندق کے کسی کمزور حصہ پر دھاوا کر کے آ جاتا اور اسے کود کر عبور کرنا چاہتا۔ (ابن سعد)

یہ طریق جنگ صبح سے لے کر شام تک بلکہ بعض اوقات رات کے حصوں میں بھی جاری رہتا۔ ایک دن جب سارا دن حملے جاری رہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ بھی خطرہ کی حالت میں ہو گیا۔ لیکن مومنوں کے بہادرانہ مقابلہ اور تیروں کی بارش نے حملہ آوروں کو پسپا کر دیا۔ چونکہ مومنوں کی تعداد تھوڑی تھی اس لئے مومنوں کو یہ سارا دن مسلسل مصروف رہنا پڑا بلکہ رات پڑنے پر بھی کفار کے دستے نے اس خطرہ کو جاری رکھا اور مومن اپنی ڈیوٹی سے فارغ نہ ہو سکے اسی دن حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن العرقہ کے تیر سے مہلک طور پر زخمی ہوئے اس دن کے مقابلہ کی سختی اور مسلسل مصروفیات کی وجہ سے مومن اپنی نمازیں بھی بروقت ادا نہ کر سکے اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"ان لوگوں نے ہمیں نمازوں سے باز رکھا اللہ تعالیٰ ان کے شکموں اور قبروں میں آگ بھر دے!"

(ابن سعد)

مشہور عیسائی مستشرق ولیم میور اس دن کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:۔

"یہ دن یقیناً ایک سخت آزمائش کا دن تھا۔"

("لائف آف محمد")

اور یقیناً مومنوں پر یہ ایک سخت مصیبت کا وقت تھا۔ چنانچہ اس مصیبت کی سختی سے گھبرا کر بعض صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ جو صورت حال ہے وہ آپؐ پر عیاں ہے ہمارا تو کلیجہ منہ کو آ رہا ہے آپؐ خدا سے خاص طور پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعا کریں کہ وہ اس مصیبت کو دور فرمائے اور ہمیں بھی کوئی دعا سکھائیں جو ہم اس موقع پر خدا سے مانگیں۔ آپؐ نے انہیں تسلی دی اور فرمایا:۔

"تم خدا سے یہ دعا کرو کہ وہ تمہاری کمزوریوں پر پردہ ڈالے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کرے اور تمہاری گھبراہٹ کو دور فرمائے"

(بخاری)

پھر آپؐ نے خود یہ دعا فرمائی:۔

"اللّٰھمّ منزل الکتٰب سریع الحساب اھزم الاحزاب۔ اللّٰھمّ اھزمھم وانصرنا علیھم وزلزلھم"

(بخاری)

ایک اور روایت میں یوں آتا ہے کہ آپؐ نے یوں دعا فرمائی کہ:۔

"یا صریخ المکروبین یا مجیب المضطرین اکشف ھمّی وغمّی وکربی فانک تری ما تنزل بی وباصحابی"

(زرقانی)

ایک اور روایت میں یہ دعا بھی مذکور ہے:۔

"اللّٰھمّ استر عوراتنا وامن روعاتنا۔"

(سیرت محمدیہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درد و سوز سے بھری ہوئی ان دعاؤں سے بھی مومنوں کے اضطراب و اضطرار اور ہم و غم کی کیفیت پوری طرح ظاہر ہوتی ہے اور یہی وہ دلخراش اور روح فرسا لمحات تھے جب منافقین یہ تک کہنے لگے کہ:۔

"یٰاَھْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَکُمْ فَارْجِعُوْا"

(الاحزاب: ۱۴)

اور حالات کی ظاہری سنگینی سے بھی یہی ظاہر ہوتا تھا کہ اب مومنوں کے لئے اپنے دین سے پھرنے کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔

منافقین کے ایسے فقرات سے حالات کی سنگینی بخوبی محسوس کی جا سکتی ہے اور ہاں ہاں!! یہ وہی زمانہ تھا جب صحابہؓ مالی تنگدستی، ناسازگاری موسم اور شماتت اعداء جیسی سخت آفات و مصائب کا شکار تھے اور جب صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فاقہ کشی کی شکایت کی اور عرض کی کہ ہم کئی دنوں سے پیٹوں پر پتھر باندھے پھرتے ہیں اس پر آپؐ نے شکم مبارک سے کپڑا اٹھا کر دکھایا تو وہاں دو پتھر باندھے ہوئے تھے۔ (ترمذی)

فاقہ کشی کی اس شاہراہ پر بھی میر کارواں کارواں کے آگے آگے تھا۔

آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنی معجزانہ نصرت بھیجی۔ ایک رات ایسی ہوا چلی کہ دشمنانِ دینِ حق کے خیموں کی آگیں بجھ گئیں۔ انہوں نے اسے برا شگون سمجھا۔ بعض لوگ بدحواس ہو کر بھاگے تو سارا لشکر بکھر حال کی مانند بھاگ کھڑا ہوا۔ صبح ہوئی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی واضح فتح ہر طرف نمایاں تھی۔

(بقیہ صفحہ ۴)

دیا جاتا ہے کہ یہ اچھی ہے تو ان کا پہلا درجہ یہ ہوتا ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ کو نیکی اور بدی کا علم ہے اس طرح بندہ کو علم دے دیا جاتا ہے لیکن دوسروں کو یہ بات حاصل نہیں ہوتی

.....

دوسرا درجہ یہ ہے کہ مخفی بدیوں کو ظاہر کر دیا جاتا ہے ایک بدی تو اس قسم کی ہوتی ہے کہ اس پر پردہ پڑا ہوا ہے اس لیے جب تک پردہ نہ اٹھایا جائے نظر نہیں آتی۔ لیکن ایک بدی ایسی ہوتی ہے کہ گو سامنے ہوتی ہے مگر معلوم نہیں ہوتی۔ مثلاً اگر کوئی شخص کا گوشت بکری کا کر کے پکا دے تو کیا معلوم ہو سکتا ہے یا یہ کہ گوشت تو بکری کا ہی ہو لیکن اس کا کھانا جائز نہ ہو۔ اس قسم کی باتوں سے آگاہ کر دیا جاوے اور ایسے لوگوں کے سامنے جنہیں عرفان حاصل ہوتا ہے جب کوئی ایسی چیز آتی ہے تو ان کے دل میں اس کے خاص حرکت یا نفرت ڈالی جاتی ہے، جس سے وہ سمجھ جاتے ہیں .....

وہ نفس کی رغبت سے سمجھ لیتے ہیں کہ بدی ہے۔ لیکن جو اس سے اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں ان کا نفس نیک ہو جاتا ہے اور اس کے سامنے خواہ کیسے رنگ میں کوئی برائی پیش ہو وہ فوراً کہہ دیتا ہے۔

؎ بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

اور یہی آخری درجہ عرفان کا ہوتا ہے کہ انسان نیکی اور بدی کو بدی دیکھ لیتا ہے خواہ وہ کتنی ہی نہاں اور پوشیدہ کیوں نہ ہو اور جو ایسے لوگ ہوتے ہیں ان سے یہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ تم کون ہو بلکہ دنیا انہیں خود بخود دیکھ لیتی ہے۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق بخشے اور اپنے عرفان کی نعمت سے مالا مال کرے آمین

(صفحہ نمبر ۶۷-۶۸)

اذکروا موتاکم بالخیر

حضرت حکیم محمد زاہد صاحب مرحوم

(مکرم عبدالرحیم اشرف صاحب مربی سلسلہ)

حضرت حکیم محمد زاہد صاحب حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے رفقاء میں سے تھے اور پیدائشی احمدی تھے۔ جب حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ ۱۸۹۷ء میں ملتان تشریف لے گئے تو آپ کے والد حضرت مولوی بدرالدین صاحب نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کی والدہ محترمہ نے حضور کی کسی ضرورت کے لئے اپنے زیور پیش کئے۔ یہ بات حضرت حکیم محمد زاہد صاحب نے ایک ملاقات کے موقع پر بتلائی۔ تاریخ احمدیت جلد چہارم میں سفر ملتان کا ذکر موجود ہے۔ آپ جماعت احمدیہ شورکوٹ کے صدر اور ایک مشہور اور بڑے حاذق طبیب تھے۔ تمام علاقہ اور تحصیل شورکوٹ بلکہ بعض دوسرے ضلعوں میں بھی آپ کی شہرت تھی۔ علاقے کے رؤسا بھی آپ سے ہی علاج کرواتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں پیچیدہ سے پیچیدہ بیماریوں میں لوگ شفا پاتے تھے۔ علاج نہایت سستا فرماتے تھے۔ اگر کوئی اپنی بیماری کے متعلق مشورہ کرتا تو آپ نہایت کھلے دل سے صحیح مشورہ دیتے۔ مریض کی نبض دیکھ کر نسخہ لکھ دیتے۔ سارا دن مریضوں کی آمد و رفت رہتی۔ آپ نہایت خوش طبعی اور ہمدردی سے دوائی تجویز فرماتے اور نسخہ لکھ دیتے ایک ہندو پنساری کو آپ نے مقرر کر رکھا تھا۔ وہ آپ کے تحریر شدہ نسخہ کے مطابق مریض کو دوائی دیتا۔ قیمت بہت معمولی آپ کی ہدایت کے مطابق وصول کرتا۔ آپ کے بہت سے شاگرد تھے جو آپ سے علم طب حاصل کرتے رہے۔ آپ نہایت توجہ سے پڑھاتے۔ آپ سے طب کا کورس مکمل کرنے کے بعد اپنے مطب کھولتے اور کامیابی کے ساتھ اپنا کام چلاتے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ سے نہایت پختہ تعلق تھا۔ تمام علاقہ جانتا تھا کہ آپ احمدی ہیں۔ اور کئی سعید فطرت لوگ آپ کے ذریعہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کے بزرگ رفقاء اور علمائے سلسلہ جب کراچی اس راستہ سے سفر کرتے تو آپ ان کو ضرور اپنے ہاں بلاتے اور لوگوں کو سلسلہ حقہ سے آگاہ کرتے۔ آپ کے پاس سلسلہ کے کارکن جب آتے تو نہایت احترام سے پیش آتے اور مہمان نوازی کے حقوق نہایت شرح صدر سے ادا کرتے۔ اگر کوئی کارکن ہوٹل سے کھانا کھا لیتا تو آپ ناراض ہو جاتے اور تاکید فرماتے کہ کھانا آئندہ سوائے میرے ہاں سے کسی جگہ نہیں کھانا۔ مہمان کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے آپ کے بیٹے حکیم محمود احمد صاحب اس خدمت پر مامور ہوتے وہ پوری اپنی ڈیوٹی ادا کرتے تاکہ مہمان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ حضرت حکیم محمد زاہد صاحب سب کے خیر خواہ اور ہمدرد تھے۔ جب پاکستان وجود میں آیا تو آپ نے احمدی و دیگر مہاجرین کی ہر طرح امداد کی جہاں تک ممکن تھا ہر ایک کا بلا امتیاز خیال رکھا۔

حکیم صاحب کی وفات ۸ اگست ۱۹۷۱ء کو ہوئی تھی۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے حکیم محمود احمد صاحب حکیم صاحب کی جگہ مطب کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے کام میں بہت برکت دے اور حکیم صاحب مرحوم کے بلند سے بلند کرتا چلا جائے۔ آمین۔

درخواستہائے دعا

(۱) عزیزم منور احمد ابن برادرم شیر احمد خان صاحب مرحوم کراچی میں موٹر سائیکل کے حادثہ میں زخمی ہو گئے ہیں ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ اس عزیز کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے عملی طور پر دعا کی درخواست ہے۔

(سید منیر احمد خلیل۔ الجیل فیکٹری ایریا۔ ربوہ)

(۲) میرا بھانجا عزیزم ڈاکٹر جاوید منصور احمد ایم بی بی ایس ان دنوں ایم آر سی پی کا امتحان مورخہ ۱۶/۸۴ اور ۱۷/۸۴ کو ایڈن برگ (کالج) میں دے رہا ہے۔ نیز خاکسار کا فرزند شیخ فہیم احمد انور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے تھرڈ ائر ایم بی بی ایس کا امتحان ماہ ستمبر میں دے رہا ہے۔ ان دونوں عزیزان کی نمایاں کامیابی کے لئے احباب جماعت سے درخواست دعا ہے۔

(شیخ محمد عمر انور دارالعلوم غربی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افسوسناک وفات

عزیزم ودود احمد صاحب ابن برادرم شیخ ظہور احمد صاحب محلہ دارالرحمت غربی مورخہ ۲ر جولائی کو کراچی میں موٹر سائیکل کے حادثہ میں شدید زخمی ہوگیا۔ دماغ پر چوٹ آئی۔ بیہوشی کی حالت میں ہسپتال داخل کیا گیا۔ ۳ دن بے ہوش رہنے کے بعد مورخہ ۶ر جولائی کی شب ہسپتال میں ہی وفات پا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ عزیز مرحوم ۱۸ سالہ مخلص نوجوان تھا اور جماعتی امور میں حتی الوسع خدمات بجالاتا تھا۔ اس حادثہ کی وجہ سے عزیز مرحوم کی والدہ امۃ المنان صاحبہ بنت مکرم خان میر خان صاحب افغان سابق باڈی گارڈ جو پہلے ہی دل کی مریضہ ہیں پر بڑا اثر ہے۔ یہ بچہ سب سے چھوٹا تھا اور ایف۔ اے فسٹ ایر کا طالب علم تھا۔ وفات کے دوسرے روز کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز میت فیصل آباد اور وہاں سے بذریعہ ربوہ لائی گئی۔ بعد نماز مغرب مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے البیت الناصر میں نماز جنازہ پڑھائی جس میں ربوہ کے بہت سے احباب شامل ہوئے۔ عام قبرستان کے قطعہ خاص میں تدفین ہوئی اور تدفین کے بعد مکرم ڈاکٹر سید سلطان محمود صاحب شاہد نے دعا کرائی۔

احباب سے عزیز مرحوم کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان خصوصاً غمزدہ والدین اور بہن بھائیوں کو اس صدمہ کے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین

(سید منیر احمد خلیل الجمیل سیکرٹری ایریا ربوہ)

مالی قربانی اخلاص کے مطابق پھل لاتی ہے

قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر فرماتے ہیں:

"مومن کی قربانی اس بیج کی طرح ہے جو کہ پھلتا پھولتا اور بار بار پھل لاتا ہے اگر ایک شخص اخلاص کے ساتھ "تحریک جدید" میں حصہ لیتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ آئندہ سال اسے پہلے سے زیادہ قربانی کی توفیق ملے۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نئے تقاضوں کے پیش نظر بڑھ چڑھ کر قربانی پیش کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(وکیل المال اوّل)

راولپنڈی کے احباب متوجہ ہوں

راولپنڈی کے وہ احباب جو الفضل دفتر سے براہ راست بذریعہ ڈاک منگواتے ہیں ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ براہ کرم تا اطلاع ثانی اپنے پرچے مکرم نسیم احمد صاحب بیت الحمد (نور) مری روڈ راولپنڈی سے حاصل کریں۔ اس سلسلہ میں اگر کوئی شکایت ہو تو دفتر الفضل سے رابطہ قائم کریں۔

(منیجر الفضل ربوہ)

سالانہ مقابلہ مقالہ نویسی

خدام میں ذوق پیدا کرنے کے لئے سالانہ مقالہ نویسی کا ہر سال مقابلہ ہوتا ہے جس میں قرآن۔ حدیث۔ تاریخ۔ سیرت اور سائنس کے کسی موضوع پر مخصوص معلوماتی تحقیقی دس ہزار الفاظ پر مشتمل مقالہ لکھنے والے مقالہ نگار شامل ہوسکتے ہیں۔ معیاری مقالہ پر پانچ صد روپے انعام دیا جائے گا

نوٹ:۔ معیاری مقالہ کا فیصلہ تین منصفین کرام کریں گے۔ مرکز میں مقالہ پہنچنے کی آخری تاریخ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء مقرر ہے۔ زیادہ سے زیادہ خدام اس مقابلہ میں شرکت فرمائیں۔

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ الفضل خود خرید کر پڑھے۔

چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کی ضرورت

ایک افریقی ملک میں ایک چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کی فوری ضرورت ہے جو دوست اس ضرورت کو پورا کرسکتے ہوں براہ کرم وہ نظارت ہذا سے بالمشافہ یا بذریعہ خط رابطہ قائم کریں۔

(ناظر امور عامہ ربوہ)

سالانہ مرکزی امتحان ناصرات الاحمدیہ

ناصرات الاحمدیہ کا سالانہ مرکزی امتحان اب ۱۳ کی بجائے ۲۳ر جولائی کو ہوگا۔ پرچے روانہ کردیئے جائیں گے۔

(سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ)

اعلانِ نکاح

میری بچی عزیزہ منصورہ کا نکاح عزیزم میجر ڈاکٹر طاہر احمد (F.C.S.P) کے ساتھ مبلغ پچیس ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے مورخہ ۳ر جولائی بروز منگل بعد نماز عصر البیت المبارک میں پڑھا۔ افراد خاندان حضرت اقدس۔ بزرگان سلسلہ اور قارئین کرام سے استدعا ہے کہ وہ جانبین کے لئے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

(ناصرہ حمید اہلیہ آغا حمید اللہ خان "بیت الصلح" ربوہ)

اخبار احمدیہ (صفحہ اوّل سے آگے)

مکرمہ ڈاکٹر بشریٰ مبارکہ صاحبہ بنت محترم محمد یونس صاحب جنجوعہ راولپنڈی کے ساتھ انجام پائی۔ بارات مورخہ ۵ر جولائی کو ربوہ سے روانہ ہوئی۔ ۶ر جولائی کو ساڑھے تین بجے رخصتی کی تقریب عمل میں آئی جس کے بعد بارات واپس ربوہ پہنچی۔ ۷ر جولائی کو ۸ بجے شب محترم چوہدری محمد شریف صاحب نے اپنے گھر "بیت الشریف" واقع دارالرحمت شرقی میں دعوت ولیمہ کا اہتمام فرمایا جس میں حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی اور دیگر افراد خاندان حضرت اقدس کے علاوہ مربیان سلسلہ اور دیگر اہل ربوہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ دعوت کے بعد محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے دعا کرائی۔

مکرم نصیر احمد شریف صاحب کا نکاح مورخہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۸۳ء کو ۴ بجے سہ پہر محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے بعوض ۲۱ ہزار روپے حق مہر عزیزہ مکرمہ ڈاکٹر بشریٰ مبارکہ صاحبہ کے ساتھ البیت المبارک ربوہ میں پڑھا تھا۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کریں۔

الفضل کی اشاعت پندرہ بیس ہزار تک پہنچائیے!

جماعتی عہدیداروں کی ذمہ داری

"الفضل" تمام جماعتی اداروں کا واحد مشترکہ پرچہ ہے اس لئے ہر ذیلی تنظیم اور جماعتی تنظیم پر اس کی اشاعت بڑھانے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ میں ہر عہدیدار کی خدمت میں ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ "الفضل" کی اشاعت پندرہ، بیس ہزار تک پہنچانے کے کٹھن کام میں ادارہ الفضل کی مدد کریں۔ آپ کی مدد کے بغیر یہ کام نہیں ہوسکتا اللہ آپ کو جزاء دے اور اپنے امام کی خوشی کے وارث ہوں۔ آمین!

(منیجر "الفضل" ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم گیانی عباد اللہ صاحب کے اعزاز میں الوداعی تقریب

الفضل کے نئے منیجر مکرم آغا سیف اللہ نے چارج سنبھال لیا:

مورخہ ۲ر جولائی ۱۹۸۴ء کو روزنامہ الفضل کے منیجر محترم گیانی عباد اللہ صاحب کے طویل رخصت پر جانے کے موقع پر دفتر الفضل میں الوداعی تقریب منعقد کی گئی۔ اس کی صدارت ناظر اصلاح وارشاد محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے کی۔

تقریب کا آغاز شام ساڑھے ۶ بجے کے قریب تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم مولوی نصیر محمد صاحب چیف کلرک نے کی بعد ازاں مکرم قمر داؤد کھوکھر صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے حمائیہ اشعار ترنم سے پڑھے اس کے بعد مکرم خورشید بخاری صاحب (آرٹ سیکشن) نے محترم گیانی صاحب کی خدمات کے اعتراف میں ایک قطعہ پیش کیا جس کا آخری مصرع یوں تھا:۔

"تو نے الفضل کو سینچا ہے لہو سے اپنے"

اس کے بعد تمام اراکین ادارہ الفضل کی طرف سے یوسف سہیل شوق صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر نے محترم گیانی صاحب کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا جس میں محترم گیانی صاحب کی الفضل سے بطور منیجر ۲۵ سالہ وابستگی کا ذکر کرتے ہوئے ان کی شاندار خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ اور اراکین ادارہ کی طرف سے محترم گیانی صاحب کی صحت وتندرستی، درازی عمر اور بیش از بیش خدمات دینیہ کی سعادت حاصل ہونے کے لئے دعا کی۔

بعد ازاں محترم مسعود احمد خان صاحب دہلوی ایڈیٹر الفضل نے اپنے مخصوص انداز میں محترم گیانی صاحب کی خدمات کو سراہا اور ادارہ کے لئے ان کی خدمات کا بڑے احسن اور شگفتہ رنگ میں ذکر کیا۔

آخر میں ناظر صاحب اصلاح وارشاد محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے خطاب فرمایا اور دفتر الفضل میں موجود پیار ومحبت اور باہمی تعاون کی اس قابل رشک فضا کو سراہا اور کارکنان کو اس طرف متوجہ کیا کہ جس طرح سے آپ اپنے اس دنیاوی کام میں دلچسپی لیتے ہیں اسی طرح سے ایک اور دنیا بھی ہے جو آخرت کہلاتی ہے اس کے لئے بھی بھرپور تیاری کی ضرورت ہے۔ مولانا موصوف کے خطاب کے بعد حاضرین میں پرتکلف چائے پیش کی گئی اور اس کے بعد تصاویر لی گئیں اور دعا پر اس یادگار تقریب کا اختتام ہوا۔

محترم گیانی عباد اللہ صاحب یکم جولائی سے طویل رخصت پر گئے ہیں اور ۷ر جولائی کو وہ اپنے بچوں سے ملنے کے لئے امریکہ روانہ ہو گئے۔ یکم جولائی سے ان کی جگہ الفضل کے نئے منیجر مکرم آغا سیف اللہ صاحب مربی سلسلہ نے چارج سنبھال لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ نئے منیجر صاحب کو بھرپور رنگ میں ادارہ الفضل کی خدمات بجا لانے کی توفیق ملے اور یہ ادارہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نتیجہ میں دن رات شاہراہ ترقی پر گامزن رہے۔ آمین۔

مستقل قربانی

"پھر یہ امر بھی اچھی طرح یاد رکھو کہ قربانی وہی ہے جو موت تک کی جاتی ہے پس جو آخر تک ثابت قدم رہتا ہے وہی ثواب بھی پاتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ ۷ر جنوری ۱۹۳۸ء)

(قیادت تحریک جدید۔ مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

محترم مرزا محمد صادق صاحب ساکن دارالبرکات ربوہ وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

محترم مرزا محمد صادق صاحب ساکن محلہ دارالبرکات ربوہ مورخہ ۶ر جولائی ۱۹۸۴ء بروز جمعۃ المبارک بقضائے الٰہی راولپنڈی میں انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

راولپنڈی میں نماز جنازہ مکرم مولانا دین محمد صاحب شاہد مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ مکرم مرزا محمد اشرف سٹیلائٹ ٹاؤن پڑھائی۔ کافی احباب نے شمولیت فرمائی۔ ان کے دو بیٹے مرزا محمد اشرف راولپنڈی اور مرزا محمد اکبر لندن اسی روز جنازہ ربوہ لائے۔ اگلے روز نماز فجر کے بعد مکرم ومحترم صوفی غلام محمد صاحب ناظر اعلیٰ ثانی صدر انجمن احمدیہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحوم موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

احباب کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے اور دین ودنیا میں ان کا حافظ وناصر اور کفیل ہو۔ آمین!

"ارشاداتِ عالیہ" (صفحہ اوّل سے آگے)

مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو۔ اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں بُرے بُرے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ رہ نہیں سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا۔ کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔"

(مرزا غلام احمد قادیانی ص ۱۴۱-۱۴۳)

روغنی نان
دستیاب ہیں
لذیذ چرغہ ہاؤس
فضل الٰہی مارکیٹ، ربوہ

آیئے — آزمائیے
ہر قسم کی گھڑیوں کی مرمت ونئی گھڑیوں کا
مرکز
انصاف واچ ہاؤس ربوہ
چوک یادگار۔ نزد دارالضیافت ربوہ
پروپرائٹر: (نعیم احمد ندیم)

ضروری اطلاع
اقصیٰ چوک ربوہ میں حضرت حکیم نظام جان مرحوم کے مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ) پر حکیم محمود احمد صاحب باقاعدگی سے خدمت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔
زیر نگرانی: حکیم عبد الحمید ابن حکیم نظام جان

ضرورت ہے
ہمیں محنتی اور دیانتدار احمدی کاریگروں کی ضرورت ہے خواہشمند حضرات فوری رابطہ کریں۔!
ٹائم ٹیلرز کالج روڈ ربوہ ضلع جھنگ